Bachoon Ki Tarbiyat: Walidain Aur Adab e Atfaal

Shakir Ahmad Naikoo
(Aishmuqam, Kashmir), Modern Indian Languages, Aligarh Muslim University, Aligarh,India,

Abstract

Bachoon ke ba adab, naik aur saleem ul aqal banane ke liye walidain, ustadoon aur aziz o aqarib ki tawajuh, tarbiyat aur rahnumayi naguzir hai. Shakhsiyat sazi aur kirdarsazi main taleem o tarbiyat ke sath gair darsi kutub, rasa'il aur adab e atfaal se muta'liq tamaam chezain aham role ada karti hain. Dekha gaya hai ki school ki darsi kutub bachoon ko khatir kha mawad nahi dey patiin, jabki adab e atfaal se muta'liq gair nisabi mawad unko tafrih aur zehni sakoon faraham karne ka aik aham aur fa'al wasela sabit hua hai. ye na sirf bachoon ke liye mufeed shagul mahya karta hai, balki bache tamaam tar salahiyatoon ko baro e kar lakar uski kirdar sazi main aham role nibhata hai. Is maqala main buniyadi aur sanvi makhazoon se istifada hasil kiya jayega. Bachoon ki kirdar sazi aur zehni nashonuma main walidain ki tarbiyat aur adab e atfaal kis hadd tak zaroori hai, uska jaiza liya jayega.

Keywords: Adab e atfaal, bachoon, tarbiyat, shakhsiyat sazi, taleem o tarbiyat, zehni sakoon, rasa'il, kirdarsazi

بچوں کو ملک و قوم کی ترقی اور تعمیر کی بنیاد کا پتھر مانا جاتا ہے۔ زندہ قومیں اپنے بچوں کا مستقبل بہتر بنانے کے لئے نہایت فکر مند رہتی ہیں۔ وہ بچوں کے کردار، شخصیت اور ذہنی ارتفاع کے لئے اپنے مقدور سے بھی زیادہ کوششیں کرتی ہیں۔ ملک و قوم کے روشن مستقبل کا انحصار بچوں کی صحیح تربیت اور پرورش پر منحصر ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ قوموں کی تعمیر سے زیادہ اہم ذہنوں کی تعمیر ہے۔ ماہر تعلیم اور مصلح قوم سر سید احمد خان لکھتے ہیں کہ :

"جو لوگ قومی تربیت یا قومی ترقی کے خواہاں ہیں اُن کا سب سے بڑا کام یہی ہے کہ لڑکوں
کی تربیت کے لئے عمدہ انتظام کریں جن سے ہم آئندہ کی بہبودی کی توقع ہے"

(سر سید احمد خان، تہذیب الاخلاق، ۱۲۸۷ھ)

بچوں کی عمر تعمیری اور تشکیلی عمر ہوتی ہے۔ یہ ذہنی و عقلی اور جسمانی نشوونما کی عمر ہوتی ہے۔ اس عمر میں بچوں کے کردار اور شخصیت کی آبیاری بہتر طریقے سے ممکن ہے۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جب بچے تعلیم و تربیت کو نہایت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ "ہر بچہ مخفی استعداد لے کر پیدا ہوتا ہے، جس کو اگر ترقی دی جائے تو ممتاز قابلیت، غیر معمولی لیاقت اور عجیب ذہانت ثابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ نہایت اہمیت رکھتا ہے کہ بچوں کے دماغ کی اس طرح تربیت کی جائے کہ ان کی تمام پوشیدہ قوتیں اور استعدادیں نشوونما پا سکیں"

(مولوی حمید حسین، فطرت الاطفال، ۱۹۲۶)

بچوں کے باادب، نیک اور سلیم العقل بنانے کے لئے والدین، استادوں اور عزیز و اقارب کی توجہ، تربیت اور رہنمائی ناگزیر ہے۔ شخصیت سازی اور کردار سازی میں تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ غیر درسی کتب، رسائل اور ادبِ اطفال سے متعلق تمام چیزیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ جس طرح کسی بلڈنگ میں سیمنٹ اور لوہے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح بچوں کے اخلاق اور کردار کی تعمیر میں ادب اطفال کی بڑی اہمیت ہے۔ اچھی تربیت اور شخصیت کی تشکیل کا نہایت موزوں وقت بچوں کی نوعمری کا زمانہ ہے۔ یقیناً ماں کی گود بچوں کے لئے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی پہلی اعظیم درسگاہ ہے۔ بچہ آس پاس کی چیزوں کو پہچاننے لگتا ہے اور ہر شئے کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین اور بے قرار رہتا ہے۔ وہ ایک چھوٹے سائنس داں کی طرح ہر وقت

مشاہدوں اور تجربوں میں لگا رہتا ہے۔اپنے گھر اور سماج میں ہونے والی ہر چیز یا عمل پر غور کرتا ہے۔جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا یا جو کچھ وہ محسوس کرتا ہے اس کو اپنانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔یہی نہیں بلکہ اپنے بڑوں کی زندگی کے تجربات،خوف،حیرت،امیدیں،خوشیوں اور غموں کو جاننے میں بھی دلچسپی لیتا ہے۔

والدین،اساتذہ اور عزیز و اقارب کے لیے لازم ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کے معاملے میں محتاط رہیں۔اُن کے لئے بہتر سے بہتر تعلیم اور تربیت کا انتظام کریں اور انہیں پیار و محبت کا درس دیں۔بچوں کو نئی اطلاعات اور سائنسی معلومات سے دامن بھر دینا یا تکنیکی تجربات سے ان کو آگاہ کرنا ہی کافی نہیں،بلکہ بچوں کی جسمانی پرورش کے ساتھ اُن کی ذہنی نشوونما،فکری،روحانی اور اخلاقی تربیت کا انتظام کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔چونکہ ہر بچے کے اندر بہت کچھ بننے اور حاصل کرنے کی مخفی قابلیت موجود ہوتی ہے۔اس قابلیت کو اگر بروئے کار لایا جائے اور بچے کو اچھی تعلیم و تربیت فراہم کی جائے تو یقیناً غیر معمولی نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔اس کے برعکس اگر تربیت کے معاملے بے اعتنائی برتی گئی اور وقت کو ایسے ہی رائیگاں جانے دیا تو بچے میں موجود صلاحیتیں ضائع ہو جائیں گی۔جو بچہ ادنی معیار پر رہ جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے رہ جاتا ہے کہ کی طرف غفلت برتی گئی۔اور وقت گزر جانے کے بعد جب یہی بچہ کوئی بات جاننے کا متمنی ہوتا ہے یا اُسے کوئی چیز سیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے،تو بہت زیادہ اثر ہونے کے باوجود بھی اُن امور میں اُس کی طبیعت موثر نہیں ہوتی۔بچوں کی تربیت اور نگرانی کے سلسلے میں سر سید احمد خان ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ

> ''جس طرح کچے برتنوں کو پکانے کے لئے کمہار ایک ترتیب سے ان کو آوے میں رکھتا ہے اور مناسب آنچ میں ان کو پکاتا ہے،اسی طرح نوخیز عمر کے بچے اور بچیوں کو بھی علم و عمل اور ذہن و فکر میں پختہ کرنے کے لئے تربیت کے مراحل سے گزارنا ضروری ہے۔اس کے لئے تربیت یافتہ اساتذہ کی نگرانی لازم ہے اور سازگار تعلیمی و اخلاقی ماحول بنانا ضروری ہے'' (تہذیب الاخلاق،اداریہ،مارچ ۲۰۰۱)

بچوں کی اپنی الگ دنیا ہوتی ہے۔اُن کی پسند اور ناپسند بڑوں کی نسبت جداگانہ ہوتی ہے۔وہ اپنے طریقے سے سوچتے ہیں۔اور اپنے زاویہ نظر سے چیزوں کو دیکھتے ہیں۔وہ ہر بات کو لے کر پُر امید نظر آتے ہیں۔وہ ایسی کائنات تلاش کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں،جس میں تجسس بھی ہو اور تحیر بھی۔تھوڑی شوخی بھی ہو اور تھوڑی شرارت بھی۔یہی وہ زمانہ ہے کہ جب بچے میں تخیل کے چشمے ابلتے ہیں اور نئے خیالات،ذہنی تصورات،اور نئی دماغی کیفیات کی داغ بیل پڑتی ہے۔وہ ایسی چیزوں کے متمنی ہوتے ہیں جو انھیں مسرت اور خوشی دیں اور اُن کی ضرورتوں کو پورا کریں۔بچوں کی فطرت میں شوخی اور سادگی میں شفق کی سی رنگینی ہوتی ہے۔وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتے رہنے اور ہر بات کے بارے میں جاننے کے لیے سرگرم رہتے ہیں۔بچے ہر حال میں خوش رہنا پسند کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا خوب جانتے ہیں۔وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں خوشیوں کا ترنم تلاش کرتے ہیں۔بقول حیدر:

> ''چونکہ دنیا کے تلخ تجربات ابھی بچے کے مشاہدے میں زیادہ نہیں ہوتے۔اس لئے وہ بدترین حالات میں بھی اپنی خوش طبعی اور چونچال پن بالکل نہیں کھو دیتا۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ بچے بھی جنہیں عام طور پر صحت مند غذا نہیں مل پاتی،غربت اور بعض صورتوں میں دردناک زندگی گزار رہے ہوتے ہیں،اُن کے یہاں بھی شوخی،ہنسی مذاق ،کھیل کود،شرارت اور ان کا پورا بچپن ختم نہیں ہو جاتا۔بلکہ وہ اپنی اسی زندگی میں اپنے حالات کے مطابق خوش رہنے کے طریقے ڈھونڈ لیتے ہیں۔''

(غلام حیدر،اُردو میں ادب اطفال:ایک جائزہ،۱۹۹۱)

ہر بچہ غیر معمولی ذہانت اور تخیل کا اہل ہوتا ہے۔اس لئے اس کو اپنی صلاحیتیں اور خواہشات کو جانچنے کے لئے جتنے زیادہ مواقع میسر ہونگے اتنا ہی زیادہ امکان ہے کہ وہ اپنی پسند کی سرگرمیاں طے کرے گا۔دوسری بات یہ کہ بچے میں بے تحاشا انرجی یعنی قوتِ عمل موجود ہوتی ہے۔لیکن وہ اس انرجی کے صحیح استعمال سے ناواقف ہوتا ہے۔والدین اور اساتذہ اگر بچے کو اس کا باقاعدہ اور صحیح استعمال کرنا نہ سکھائیں،تو وہ فضول اور غیر ضروری حرکات و سکنات میں تمام انرجی ضائع کرے گا۔ایسے بھی والدین ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ بچے چپ چاپ بیٹھے رہنے سے نیک اور سلیقہ دار بنیں گے۔لیکن یہ بات سراسر غلط ہے۔بلکہ وہ جان لیں کہ انرجی کو دبانا صرف ضائع کر دینے کے مترادف ہی نہیں بلکہ اس سے یہ خسارا ہے کہ بچے میں انرجی بہت کم پیدا ہونے لگتی

ہے۔اور انرجی جس قدر کم پیدا ہو گی اسی نسبت سے زندگی کم کامیاب ہو گی۔ یہ بات بھی مضر رساں ہے کہ کچھ والدین اپنے بچوں پر بے جا سختی کرتے ہیں، اُن کو معمولی بات پر شدید ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں۔ یا بعض صورت میں والدین بچوں کی بھلائی اور اچھے مستقبل کے ارمان میں اُن کے لگاؤ اور دلچسپیوں کو نظر انداز کر کے ان پر اپنی پسند ٹھونس دیتے ہیں۔ وہ بچوں کی پسند اور ناپسند کو ایک طرف چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق اُن کے مستقبل کا تعین کرتے ہیں۔ جبکہ بچے اپنے رجحان کی مناسبت سے کچھ الگ کرنے کی جستجو میں رہتے ہیں۔ پس اُن کو اپنی منزل پانے کے لئے والدین کی رہنمائی چاہیے ہوتی ہے۔ مگر والدین کی من مانی اور دباؤ سے بچوں کی تمام فطری صلاحیتیں دم توڑ جاتی ہیں۔

بچوں کے تئیں والدین کی محض دنیاوی آرام و آسائش، عمدہ غذا، خوبصورت کپڑے یا عالی شان رہائش گاہ فراہم کرنے سے ذمہ داریاں پوری نہیں ہو جاتیں بلکہ ان کی صحیح ذہنی اور روحانی تربیت کرنا سب سے اہم ہے۔ یوں تو والدین کے لئے بچے کی پرورش کی ذمہ داریاں پہلے کے مقابلے میں کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ بچے کی تعلیم و تربیت کا پہلا مرحلہ گھر کے ماحول سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اس کے کردار اور شخصیت کی نشو و نما میں یہ ایک بنیادی منزل ہے۔ یہی وہ وقت ہے کہ جب بچوں کے دل میں نیکی اور خوش اخلاقی کا تخم بویا جا سکتا ہے۔ اور اُن میں تعلیم اور دوسرے امور کی طرف رغبت اور دلچسپی پیدا کی جا سکتی ہے۔ فرانسیسی ماہر نفسیات 'جین پیاجے' کا کہنا ہے کہ اس مرحلے میں بچے کی نشو و نما ایک ڈرامائی صورتحال میں ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ نشو و نما مختصر ہوتی ہے لیکن پائیدار ہوتی ہے۔[1]

دیکھا گیا ہے کہ اسکول کی درسی کتب بچوں کو خاطر خواہ مواد نہیں دے پاتیں۔ جبکہ ادبِ اطفال سے متعلق غیر نصابی مواد اُن کو تفریح اور ذہنی سکون فراہم کرنے کا ایک اہم اور فعال وسیلہ ثابت ہوا ہے۔ یہ نہ صرف بچوں کے لئے مفید شغل مہیا کرتا ہے، بلکہ بچے کی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اس کی کردار سازی میں اہم رول نبھاتا ہے۔ یہ اُن کی معلومات میں اضافہ کرتا ہے اور اُن کے خیالات اور جذبات کو وسعت بخشتا ہے۔ بچوں کی سیرت اور شخصیت سازی میں ادبِ اطفال کا بڑا ہاتھ ہے۔ یہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اُن میں احساسِ ذمہ داری پیدا کر کے منطقی رجحان کو فروغ دیتا ہے۔ یہ اُن کے اخلاق کو سنوارنے میں مدد دیتا ہے، اُن کے شعور کو پختہ کرتا ہے۔ اور اُن میں حوصلہ، ہمت اور مثبت سوچ پیدا کر کے آگے بڑھانے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ (پروفیسر منتظر، خدا بیس حوالہ، ۲۰۱۷)

آج تمام تر سہولتیں میسر ہونے کے باوجود بچوں کی تعلیم و تربیت پیچیدہ بن گئی ہے۔ اس لئے بچوں کی تربیت کے تئیں والدین کی سنجیدگی کے ساتھ معیاری ادبِ اطفال تیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ تاکہ یہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے نئے تقاضوں کو پورا کرنے میں ہاتھ بٹا سکے اور حالات حاضرہ کے مسائل اور تقاضوں کو سمجھنے اور اُن کا حل تلاش کرنے میں بچوں کی رہنمائی کرے۔

جو قومیں ادبِ اطفال سے مالا مال ہیں، اُن کے بچے بھی ہوشیار، کارکشا اور روشن خیال ہوتے ہیں۔ ہم یورپ کی بات کریں، تو وہاں ہر عمر کے بچے کے لئے ایک الگ طریقے کا ادب موجود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے معاملے میں بہت ہی سنجیدہ ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ آج تقریباً پوری دنیا ادبِ اطفال کی افادیت کو جان چکی ہے اور اس کی ضرورت اتنی بڑھ گئی ہے کہ یہ ایک شعبے کی صورت اختیار کر گیا۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ باقی عالمی زبانوں کی طرح ہماری زبانوں میں بھی ادب اطفال کا میدان زرخیز نظر آرہا ہے۔ ہمارے ادبا اور قلمکار معیاری اور صحت مند ادب تخلیق کرتے ہیں اور انجمنیں بھی اس کے فروغ، ترویج و اشاعت اور بہتری کے لئے کام کر رہی ہیں۔

References:

[1] https://www.verywellmind.com/piaget-stages-of-cognitive-development-2795457
[2] Sir Sayed Ahmad Khan: tarbiyat e atfaal, tehzeeb ul akhlaq, vol-1, Aligarh Muslim University, 1287 H, Number-7
[3] 3. Munshi Fazil Molvi Hamid Hussain, Fitrat e Atfaal, Urdu Tarjuma: The Scientific
[4] Training of Children (Christian D Lawrson), Muslim University Aligarh, 1926
[5] Tehzeeb ul Akhlaq: Idaria, Aligarh Muslim University, March 2021.
[6] Ghulam Haider: Bachoon main Adab e atfaal aik jaiza (Prof. Akbar Rehmani), Edition,
[7] Educational Academy, IslamPur, Jalgaon, 1991.
[8] Prof. Mushtaq Ahmad Zargar Muntazir, Khudayas Hawaleh, Gild Publication, Aligarh, 2017.